گفتگو ختم کرکے سب کو گفتگو کی تفصیل سنادی اور اس کے بعد خود روزہ کھول لیا۔ وہاں جو حضرات موجود تھے۔ انہوں نے مفتی صاحب سے کہا کہ آپ گواہی دیجئے۔ مفتی صاحب ٹیلیفون کی شہادت کی شرعی حیثیت سے بھی واقف تھے اس لئے اس ٹیلیفون کو شہادت کا درجہ دینے سے گریز کیا۔ مگر خود روزہ کھول کر اپنی رائے عملی طور پر ظاہر کردی۔ وہاں آدھے گھنٹے تک اسی پر بحث ہوتی رہی کہ عید کا اعلان کیا جائے کہ نہیں۔ جو آدھے گھنٹے بعد ایک اور شہادت کے آنے کے بعد کردیا گیا۔ مگر مفتی صاحب نے فیصلہ کرنے میں دیر نہیں لگائی اور خود پہلے روزہ کھول کر عملی طور پر تصدیق کردی۔ جو لوگ اختلافی مسئلہ کو وقار کا مسئلہ بنانے میں یقین رکھتے تھے۔ وہ مفتی صاحب کے درپردہ خلاف تھے۔ وہ چاہتے تھے مفتی صاحب ان کے ہمنوا بن جائیں۔ مگر مفتی صاحب نے ہمیشہ اس سے گریز کیا۔

مفتی صاحب شرعی حدود میں تمام آسائشوں کے قائل تھے۔ میں نے ان کو ہمیشہ انتہائی صاف ستھرے لباس، شیروانی اور ٹوپی میں دیکھا۔ میں نے مفتی صاحب کو کار خود چلاتے ہوئے بھی دیکھا۔ میں نے مفتی صاحب کو میز اور کرسیوں پر کھانا کھاتے بھی دیکھا۔ یہ وہ حقیقت تھی جو ایک مفتی کے بارے میں ہماری خودساختہ شبیہ کے خلاف تھی۔ کیونکہ ہم نے اپنے نزدیک جو مفتی یا امام کا تصور بنا رکھا ہے۔ وہ اس طرح ہے کہ لمبا چغہ، ہاتھ میں تسبیح، تہبند باندھے، عمامہ پہنے۔ صرف مسجد میں رہتا ہو۔ اور مسجد میں آنے والے کھانوں پر گذر اوقات ہوتی ہو۔ اور دنیا کی آسائش اس کے لئے شجر ممنوعہ ہو۔ وہ ہماری نظر میں قابل اعتبار عالم ہوتا ہے۔

اور جب کبھی کسی کو ہم اپنی اس مفروضہ شبیہ کے خلاف دیکھتے ہیں

تو ہمیں اس عالم کے علم اور ایمان میں شک و شبہ ہونے لگتا ہے۔ اور کبھی کبھی تو ایسے عالم کے بارے میں انتہائی رائے قائم کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ اور اس کے بعد کردارکشی سے بھی نہیں چوکتے۔ جیسے جیسے شعور بالغ ہوتا جاتا ہے تو یہ سب چیزیں ذہن میں خود بخود صاف ہوتی جاتی ہیں۔ اور نگاہ سطحیت سے آگے دیکھنے لگتی ہے۔

حضرت مفتی صاحب کی زندگی اسلامی طرز کی عملی زندگی کا نمونہ تھی۔ اس میں بناوٹ یا ریاکاری کا دخل نہیں تھا۔ ان کی کسی تقریر میں اشتعال نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ میں نے کبھی ان کو کسی کی غیبت کرتے نہیں دیکھا۔ اگر کبھی ان کے سامنے کسی کی برائی کی جاتی تو ایک مخصوص انداز میں وہ ہاں ٹھیک ہے۔ کہہ کر نہایت خوبصورتی سے موضوع بدل دیا کرتے۔

مجھے ایک طویل عرصہ تک مفتی صاحب اور ان کی فیملی کے دوسرے لوگوں کے علاج کا شرف رہا ہے۔ میں نے مفتی صاحب کو کسی شدید ترین تکلیف میں بھی چیختے چلاتے نہیں دیکھا۔ وہ تمام ہدایات کو سنتے اور اس پر پابندی سے عمل بھی کرتے۔ ہر دوا، انجکشن کو بخوشی قبول کرتے، اور ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے۔ آخری ایام میں جب ان کو کینسر کو روکنے کیلئے بجلی لگائی گئی اس کے بعد کافی تکلیف رہی جسے انہوں نے نہایت ضبط کے ساتھ برداشت کیا اور وہ نہایت CO-OPERATIVE اور منکسر المزاج مریض تھے۔ البتہ گھر کے دوسرے افراد کی علالت پر کافی متفکر ہو جاتے، مگر مریض کو تشفی اور تسلی دیتے تھے۔

آج مفتی صاحب ہم میں نہیں۔ میرے نزدیک ان کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ ہم ان کے مزاج کو اپنے قول و فعل و عمل سے زندہ کریں۔ اور دنیا کو امن اور عافیت کا گہوارہ بنائیں۔

ضروری گذارش

ادارہ ندوۃ المصنفین کی ممبری یا برہان کی خریداری وغیرہ کے سلسلے میں جب آپ دفتر کو خط لکھیں یا منی آرڈر ارسال فرمائیں تو اپنا پتہ تحریر کے ساتھ ساتھ برہان کی چٹ پر آپ کے نام کے ساتھ درج شدہ نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں۔ اکثر منی آرڈر کوپن اور نمبر غلط ہوتے ہیں جس سے بڑی زحمت ہوتی ہے۔ (مینجر)

مفتی عتیق الرحمٰن عثمانیؒ

ایک ہمہ گیر شخصیت

توفیق احمد نظامی ، ریڈر شعبہ سیاسیات ، مسلم یونیورسٹی ، علی گڑھ

مفتی صاحب کی یاد آتے ہی ان تمام حالات کا نقشہ آنکھوں کے سامنے گھوم جاتا ہے جس کا مقابلہ انھوں نے بڑی سنجیدگی اور ہمت سے کیا۔ مسلمانوں کے مسائل میں اور ملک کی ترقی میں جو انہیں دلچسپی تھی ، اس کا بیان الفاظ میں ممکن نہیں۔ میں اپنے طالب علمی کے زمانے سے... مفتی صاحب کے پاس دہلی جاتا اور جس لگن اور دلچسپی سے ان کو مسائل پر گفتگو کرتے پاتا ، اس سے اندازہ ہوتا تھا کہ انہوں نے اپنی زندگی قومی کاموں کے لئے وقف کردی ہے۔ ان کے پاس لوگوں کا ایک تانتا بندھا رہتا تھا۔ اور ہر شخص کے مسائل کو بڑی دلچسپی سے سنتے تھے۔ اکثر میں نے دیکھا کہ سعید احمد اکبرآبادی صاحب ندوۃ المصنفین کے دفتر میں موجود ہیں اور... مفتی صاحب ان سے اسلامی تاریخ پر محو گفتگو ہیں ، دونوں عالموں کی گفتگو سے میں نے بہت کچھ سیکھا۔ مفتی صاحب میں مزاح کا ایک خاص انداز تھا۔ اور اسی طرح بہت سے مسائل کو بڑی آسانی سے سمجھا دیتے تھے۔

جب میں دہلی جاتا اور ان سے ملاقات ہوتی تو بڑی محبت سے ملتے ، اور ہر آرام کا بے حد خیال رکھتے۔ اور اس وقت اگر ان کو کہیں باہر جانا ہوتا۔ تو مجھ سے کہتے کہ تم یہاں آرام کرو اور اپنے کمرے کی چابی مجھ کو دیدیتے ، بہت ہی پر تکلف اور حساس شخصیت